سیر بنگال

یعنی

سفرنامہ علامہ کامل الفن جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی

مسمی

تبصرۃ الانظار

باہتمام

جناب مولوی محمد عبد الغفار صاحب مالک مطبع احسن المطابع پٹنہ

عطیہ فرحانی ابن شوق نیموی

احسن المطابع میں چھپا

اشتہار کتب مؤلف

آثار السنن ۔ حدیث شریف کی نہایت مفید کتاب حصہ اول قیمت عہ

اوشحۃ الجید ۔ ائمہ اربعہ کی تقلید کا بیان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ سوانح عمری قیمت ۵ر

حبل المتین ۔ آمین بالاخفاء کے ثبوت مین لاجواب رسالہ جسکے مخالفین بھی مداح

مین قیمت

جلاء العینین ۔ بحث رفع یدین مین نہایت محققانہ اور پرزور رسالہ ۔ قیمت

ردالسکین ۔ حبل المتین کی تائید مع چند رسائل ۔

تجلی ۔ جلاء العینین کی تائید مع چند رسائل ۔

جامع الآثار ۔ صلوٰۃ الجمعہ فی القریٰ کی بحث ۔

لامع الانوار ۔ جامع الآثار کی تائید تہذیب المختار کا جواب باصو

مقالہ کاملہ ۔ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہ

ملفوظات کی تائید ۔ قیمت

مثنوی سوز و گداز ۔ یعنی حسن اور شام سندر کا نہایت سچا

وغیرہ ۔ قیمت

ایضاح ۔ رسالہ اصلاح کی شرح جس مین شاعری کے متعلق بجا بجا جدید و مفید

باتین درج ہین اسکے ساتھ اصلاح اور ازاحۃ الاغلاط یہ دونون نایاب ہو

بھی بعد نظر ثانی چھپے ہین قیمت

سرمۂ تحقیق ۔ یہ رسالہ ازاحۃ الاغلاط کی تائید مین ہے ۔ قیمت

یادگار وطن ۔ علمی مباحث کا گنجینہ محقق بنانے والا تذکرہ ۔ قیمت

المشتہر

ابو الخیر محمد ظہیر احسن شوق نیموی ۔

عالمگنج ۔ شہر عظیم آباد پٹنہ

عطیہ فرقانی بنی شوق نمبر ۷۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کلکتہ

دہشت دل بکہے کہتی ہو وطن سے نکلو
نکہت گل کی روش صحن چمن سے نکلو

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو ایشیاٹک سوسائٹی کی بعض کتابین دیکھنے کو ڈاک پر مین عظیم آباد سے کلکتے روانہ ہوا۔ کلکتے پہونچکر مین اون کتابون کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ پھر چند مشہور مقامات کی سیر کی۔ کلکتے مین ہزارون چیزین عجوبہ روزگار ہین۔ مگر اون مین عجائب خانہ علی پور کے زندہ عجائبات کے بعض جانور نہایت حیرت انگیز نظر آئے۔ ایک سفید مور دیکھا جس کا تمام بدن لندن کے سفید پوش لیڈیون سے بھی زیادہ سپید و شفاف تھا جس وقت ناچتا تھا اوسکے پرون پر نہایت خوشنما سفید سفید داغ نظر آتے تھے۔ سبز سانپ سبز چھپکلیان معتبر جو زمرّد خ تھے وہان دیکھے جو اسکے قبل کبھی نہین دیکھے تھے۔ ان کے علاوہ مختلف قسم کے چرند پرند درندے ہان دیکھے جس سے عجب دلچسپی حاصل ہوئی۔ پھر بنگالہ کے دوسرے شہرون کی سیر کا شوق دل مین پیدا ہوا ۲۴ ذیقعدہ کو سیالدہ مین ریل پر سوار ہوا اور ۲۵ کو علے الصباح گوالندو پہونچا۔

گوالندو

رہ نوردان عجوبہ جو سفر کرتے ہین
اپنے سائے کی بھی صورت سے حذر کرتے ہین

گوالندو کے اسٹیشن مین مجھے معلوم ہوا کہ چاندپور کا جہاز آگیا ہے۔ بارہ بجے کے قریب یہان سے روانہ ہوگا۔ مین اوس جہاز پر آگیا اور اپنی چیزون کو ایک سیرنگ کے حوالہ کرکے وہان سے سیر کرنے کے لئے بازار کی طرف چلا گیا نو بجے کے قریب مین پھر اوس جہاز پر آگیا اور اپنا بستر لگا کر معمولی وظائف پڑھنے لگا۔ اتنے مین دو شخص مع اسباب اوس جہاز پر آ بیٹھے

اور میرے قریب ہی اپنا اسباب رکھا۔ اون مین سے ایک شخص شریف صورت نظر آیا مین نے جو اوس کے حال دریافت کیا تو اوس نے بیان کیا کہ چاٹگام ہمارا مکان ہے مدرسہ عالیہ کلکتہ مین قرآن شریف اور اردو پڑھتے ہین گھر جا رہے ہین۔ چونکہ مین بھی چاٹگام ہی کا قصد رکھتا تھا۔ اور طالب العلمون سے مولویون کے بہت کام نکلتے ہین دل مین بہت خوش ہوا۔ وہ دونون برابر میری خدمت مین حاضر رہے۔ اور جو کام مجھے پیش آتا وہ اوسکو بخوشی کرتے۔ دس ۱۰ بجے کے قریب اوس طالب العلم نے کہا کہ مولانا صاحب ہم دونون آدمی کھانا کھانے کو بازار جاتے ہین۔ ذرا ان چیزون کو دیکھتے رہیے گا پھر وہ دونون جہاز سے باہر چلے گئے۔ مین اون کے اسباب کی حفاظت کرتا رہا۔ گیارہ بجے اوس طالب العلم کا ساتھی آیا مین نے پوچھا کہ وہ طالب العلم کہان ہے اوس نے کہا کہ بازار سے ابھی نہین آیا۔ اتنے مین مسافر جہاز پر آنے لگے مین اپنی چیزون کو جہاز کی ایک خلاصی اور چند معتبر مسافرون کی حفاظت مین چھوڑ کر ٹکٹ لانے کو چلا گیا ٹکٹ گھر کے قریب اوس طالب العلم سے ملاقات ہوئی اوس نے میرا ارادہ دریافت کر کے کہا کہ آپ نے کیون تکلیف کی۔ جہاز پر آپکے حکم کی تعمیل کرنے والے اور ٹکٹ لادینے والے بہت تھے۔ آپکے تکلیف کرنے کی ضرورت نہین آپ جائین مین ٹکٹ لیکر حاضر ہوتے ہین ہرچند مین مسافرت کے فریب آمیز واقعات بہت سُن چکا تھا پہلے مجھے کچھ تامل ہوا مگر آخر اس خیال نے میرا سارا شک رفع کر دیا کہ طالب العلم ہے چاٹگام جاتا ہے۔ اسکا ساتھی جہاز پر موجود ہے۔ اسکی چیزین وہان رکھی ہوئی ہین۔ یہ دھوکا نہین دے سکتا۔ میرے پاس کچھ نوٹ تھے روپے کم تھے۔ مین نے اوس کو دس ۱۰ روپے کا نوٹ حوالہ کر دیا کہ چاندپور کا ٹکٹ لے آو۔ وہ نوٹ لیکر ٹکٹ گھر کی طرف روانہ ہوا اور مین جہاز پر واپس آگیا۔ جب بہت دیر ہو گئی اور وہ نہ آیا تو مین نے اوس کے ساتھی سے کہا کہ مین نے اوس طالب العلم کو ٹکٹ لانے کے لئے دس روپے کا نوٹ دیا ہے وہ ابھی تک نہین آیا۔ بہت دیر ہو گئی۔ اوس نے کہا کہ تعجب ہے کہ سب مسافر آگئے اور وہ ابھی تک نہین آیا۔ مجھسے بھی چھ آنے پیسے قرض لئے ہین اور وعدہ کیا ہے کہ جب مین

ٹکٹ لینے لگے تو پیسے دیدین گے۔ جب مین نے یہ دریافت کیا کہ وہ تمہارا ساتھی ہوتا اور یہ اسباب اوسی کا ہوتا تو اوس نے کہا کہ اوس سے ابھی گھاٹ پر ملاقات ہوئی تھی۔ اوس کے پاس کچھ اسباب نہین یہ میرا اسباب ہے۔ اور اوسکے چہرے سے کچھ گھبراہٹ کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اور اوسکے تلاش کو باہر چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد آیا اور کہا کہ سالا بھاگ گیا بڑا دھوکا دے گیا۔ یہ سنکر مین نے اپنی ناتجربہ کاری پر سخت افسوس کیا۔ جہاز کے خلاصی مولوی سمجھکر میری بہت تعظیم کرنے لگے تھے اور میری خدمت کو اپنا فخر سمجھتے تھے مین نے اونہین کے ذریعے سے چاندپور کا ٹکٹ منگوایا۔ بارہ بجے کے قریب گوالندو سے جہاز کھلا اور آٹھ بجے شب کو چاندپور پہونچا۔ راستے مین اوس جہاز پر ایک عجیب الخلقت برہمن پر نظر پڑی جسکو ایک ہی ٹانگ تھی۔ دوسری ٹانگ کے عوض بچون کے پاؤن کے برابر بہت ہی چھوٹا سا پاؤن اسکی سرین سے ملا ہوا لٹکتا تھا وہ ایک ہی پاؤن پر لاٹھی کے بل چلتا تھا اور بھیک مانگتا تھا۔ ہنود نے اوسکی بڑی خدمت کی۔ اور کم سے کم اوس کو دو تین روپے کے پیسے مل گئے ہونگے۔

چاندپور

کوئی جانان سے اوٹھا کر آسمان لایا کہان
وہ گلی پیش نظر ہے وہ زمین آنکھون مین ہے

نو بجے شب کو جہاز چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا۔ دوسرے روز سیتاکنڈ کا میلہ تھا ہندو بنگالیون سے تمام ریل گاڑی بھری ہوئی تھی۔ مین کسی طرح ریل پر سوار نہین ہو سکتا تھا مین نے دریافت کیا کہ کس جگہ ٹھہرنے مین مجھے آجکی رات عافیت ہو سکتی ہے معلوم ہوا کہ ایک میل کے فاصلے پر یہان سے چاندپور ہے وہان مسلمان مسافرون کو مسلمانون کے ہوٹل مین بہت آرام ہوتا ہو۔ کسی قسم کی سواری وہان نہین ملی۔ مجبوراً ایک قلی مقرر کرکے اسباب اوٹھواکر وہان سے پاپیادہ روانہ ہوا اسٹیشن سے چاندپور تک کی سڑک لب دریا واقع ہوئی ہے۔ دہنے جانب دریا اور بائین جانب بالکل میدان تھا کچھ دور تک اسٹیشن کی روشنی کا سلسلہ رہا۔ پھر تاریکی مین چلنا پڑا۔ اوس پر قیامت

یہ جوئی کہ اوس مزدور کے سوا کسی دوسرے شخص کا نام و نشان تک نہ تھا۔ طرح طرح کے خیالات
دل میں آنے لگے اور نہایت ہی پشیمانی ہوئی کہ اتنی رات گزرے ناحق ایسی خطرناک راہ میں
چلنے کا ارادہ کیا۔ چور تو چور اگر اس اسباب کے طمع کے سبب اسی مزدور کی نیت میں فتور آجائے تو
یہ میرا کام تمام کرکے دریا میں ڈالدے اور کسیکو کچھ پتا تک نہ لگے کہ کیا واقعہ گزرا۔ ہرچند دلکو
بہت ڈھارس دیتا تھا مگر ادھر دریا ادھر میدان پھر اوسپر یہ سناٹا۔ یہ دیکھ دیکھکر ہوش و حواس باختہ
ہو رہے تھے خوف کے مارے دو قدم چلنا مشکل تھا۔ اگر کہیں سے کچھ کھڑکھڑاہٹ کی آواز آجاتی
تو کلیجا منہ کو آجاتا۔ غرض اسی بدحواسی کے عالم میں رفتہ رفتہ یکایک چراغوں کی روشنی پر نظر پڑی
کچھ مکانات نظر آنے لگے۔ دم میں دم آیا جان میں جان آئی۔ میں نے اوس مزدور سے پوچھا کہ چاندپور
یہی ہے اوس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ رات کے وقت یہاں کیا کوئی خطرہ پیش نہیں آتا۔ اوس نے
کہا کہ برابر مسافر لوگوں کو اس سڑک سے آتے جاتے ہیں خطرے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہندوستان
کی طرح یہاں چور ڈاکو نہیں ہوتے۔ پھر وہ مزدور مجھے ایک کاہی مکان میں لے گیا اور کہا کہ یہ مسلمان
کا ہوٹل ہے۔ یہاں رہنے میں آپکو بہت آرام ہوگا۔ میں نے مزدور کو مزدوری دیکر رخصت کیا۔ اور
اوسی ہوٹل میں اپنا بستر لگایا۔ ہوٹل والے نے میرے آرام کے سارے سامان مہیا کر دیے۔ میں نے
نماز عشا ادا کی پھر کھانا کھاکر سو رہا۔ صبح کو آنکھیں کھلیں۔ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کی
میں نے دل میں کہا کہ دو ایک روز ٹھہر کر یہاں کی سیر کرنا چاہیے۔ مگر اس جھونپڑے میں ٹھہرنا کچھ ٹھیک
نہیں۔ آخر میں وہاں سے اپنا اسباب اوٹھواکر شہر کے اندر چلا آیا۔ کچہری کے قریب ایک بہت بڑی
مسجد ہے وہاں داخل ہوا۔ وہاں تین ولایتی ملا ٹھہرے ہوئے تھے۔ جن میں دو ملا پشاور میں کچھ
دنوں رہ چکے تھے اور مجھسے خوب واقف تھے اور ایک ملا میرے یہاں آیا تھا میں نے کچھ اوس کی
خدمت کی تھی۔ مجھے دیکھکر وہ سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور حال دریافت کرکے مسجد کے ایک
گوشہ میں میرا بستر لگا دیا۔ دن بھر میں نے وہاں کی خوب سیر کی۔ شام کو پھر اسی مسجد میں چلا آیا
رات کے وقت میں نے ایک ملا سے دریافت کیا کہ یہاں پاخانہ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ لوگ

قضائے حاجت کے لئے کہان جاتے ہین اوسنے کہا کہ فلان جگہ ٹٹی ہے عام طور پر لوگ وہین جاتے ہین - مگر ہم لوگ شہر سے کچھ دور نکل کر میدان مین چلے جاتے ہین - یہ دریافت کر کے مین کچھ کھا پیکر سو رہا - چار بجے شب کو اوٹھا اور لوٹے مین پانی لیکر وہان سے ٹٹی کی طرف گیا - وہان غلاظت کی وجہ سے اسقدر بدبو پھیلی ہوئی تھی کہ میرا دماغ پریشان ہونے لگا - قے آنے لگی مین نے کہا کہ میدان مین دور جانا بہتر ہے - آبادی سے آدھ میل کے فاصلے پر مین نے چاہا کہ اسی میدان مین قضائے حاجت سے فارغ ہونا چاہیے اگر بالفرض یہ مقام ٹون کے اندر ہو اور یہان بول و براز کی سرکاری ممانعت ہو اور میونسپلٹی کے کسی ملازم نے دیکھ لیا تو معمولی جرمانہ دیدیا جائیگا - غرضکہ ہر پہلو کو سوچکر مین ندی کے کنارے قضائے حاجت سے فارغ ہوا - اور اوسی ندی مین وضو کرنیکے وہان سے روانہ ہوا کہ ایک شخص لپکا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارا گھر کہان ہے مین نے کہا کہ پٹنہ - پوچھا کہان جاؤگے - مین نے کہا چاٹگام - اوس نے کہا کہ یہان پاخانہ پھرنے کا حکم نہین ہے - تم کو تھانے مین چلنا ہوگا - چونکہ مین پہلے ہی سوچ چکا تھا کہ ایسے مواقع مین کچھ معمولی سی بات نہین چار آنے آٹھ آنے سے زیادہ جرمانہ نہین ہوتا - میرے پاس روپے کے علاوہ ریزگی بھی موجود تھی مین نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ آبادی سے یہ مقام بہت دور ہے - میری دانست مین یہ مقام ٹون سے باہر ہے - اگر بالفرض یہان پاخانہ پھرنے کا حکم نہین تو جو کچھ جرمانہ مقرر ہو مجھسے لے لو - مگر خدا جانے اوس نے کیون اس سے انکار کیا - مین اوسوقت بالکل معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھا پھر وہ میرا کچھ لحاظ کیون کرتا - اوسنے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو - مین نے کہا کہ مین وضو کر چکا ہون - مین ذرا نماز پڑھ لون پھر جہان چلنے کو کہوگے مین چلا چلونگا - اوس نے کہا کہ اچھا نماز پڑھ لو - اتنے مین میونسپلٹی کا ایک کانسٹبل آگیا وہ پہلا شخص میونسپلٹی کا جمعدار تھا اور مسلمان تھا - اوس نے اوس کانسٹبل سے بنگلہ مین کچھ کہا جسکو مین کچھ نہ سمجھ سکا پھر اوس نے مجھکو کہا کہ میان صاحب تم اس کانسٹبل کے ساتھ میرے بابو کے پاس چلے جاؤ - مین نے کہا بہتر اور اوس کانسٹبل کے ساتھ چلا - وہ کانسٹبل ہندو تھا مگر اوس مین یہ گن

انسانیت تھی راستے مین وہ مجھسے بہت کچھ دریافت کرتا چلا اور مین نہایت استقلال کیساتھ اوسکو جواب دیتا چلا۔ اوسکو میرے اطمینان پر حیرت تھی۔ آخر اوسکے ساتھ مین جمعدار صاحب کے پاس مین پہونچا۔ اوس کانسٹبل نے میرے بیٹھنے کو ایک تپائی دیدی اور مین اوسپر نہایت اطمینان سے بیٹھ گیا۔ چند منٹ گذرے ہونگے کہ جس جرم مین بندہ ماخوذ ہوا تھا اوسی جرم مین کئی بنگالی ماخوذ ہوکر وہان لائے گئے۔ اور زمین پر بٹھائے گئے۔ وہ بیچارے مجھے وہان کا افسر سمجھکر ہاتھ جوڑ جوڑ کر نہایت پریشانی کے ساتھ میری منت سماجت کرنے لگے۔ مجھے ہنسی آئی کہ مین خود ہی جرم مین ماخوذ ہون مگر بیچارے کچھ اور سمجھتے ہین۔ مین نے کانسٹبل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جو کچھ تم کو کہنا ہو اسکو کہو۔ وہ کبھی میری خوشامد کرتے اور کبھی کانسٹبل کی۔ اتنے مین وہ جمعدار آیا اور کانسٹبل کو تنہائی مین بلاکر خدا جانے کیا پوچھا اور کیا کہا کہ کانسٹبل آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ میان تم ہندوستان کے آدمی ہو۔ تم کو ہم یہین جانے کی اجازت دیتے ہین تم ہم کو دعا کرنا۔ مین یہ سنکر وہان سے مسجد مین آیا اور اون ملاؤن سے واقعہ بیان کیا وہ سنکر ہنسنے لگے۔ ایک ملا نے کہا کہ ایک دفعہ مجکو بھی ایک کانسٹبل نے پکڑا تھا۔ مین ڈنڈا لیکر جو مستعد ہوگیا تو خوف کے مارے اوسنے مجکو چھوڑ دیا۔ غرض کہ ادھر ادھر کی گپ شپ رہی۔ آخر نماز جمعہ کا وقت آیا نمازی مجتمع ہوئے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ مین نے چند لوگون کی فرمائش سے بعد نماز وعظ کہی جسکا ترجمہ بنگلہ مین وہان کے امام صاحب کرتے چلے گئے۔ پھر تو میری قدر ہونے لگی کوئی ہاتھ چومتا۔ کوئی پانی دم کرانے کو لاتا۔ کوئی دعا کرنے کو کہتا۔ باہر کے ایک حکیم صاحب بھی وعظ مین شریک تھے انھون نے مجھے شام کے وقت کی دعوت کا پیغام دیا۔ مین نے عذر کیا کہ یہان کوئی سواری نہین ملتی اور مزدور بھی شب کے وقت بہت کم ملین گے مین چاہتا ہون کہ آج مغرب کے قبل یہان سے اسٹیشن چلا جاؤن۔ اسلئے دعوت کے قبول کرنے سے مجبور ہون انھون نے کہا کہ اپنے آدمیون کی معرفت آپ کا اسباب اسٹیشن پہونچا دونگا۔ مینے اونکی دعوت قبول کی۔ وہ وہان سے اپنے ہوٹل مین گئے۔ مغرب کے کچھ قبل اون کے چند آدمی آئے اور میرا اسباب اوٹھا کر مجھے اپنے ساتھ حکیم صاحب کے ہوٹل مین لے گئے۔ جب مین اون کے یہان

پہونچا تو مین نے دیکھا کہ اوسی کے بغل مین جمعدار صاحب کا وہ مکان بھی ہی جہان صبح کو مین ماخوذ ہوکر بٹھایا گیا تھا۔ مین نے دل مین کہا کہ اسوقت پھر جمعدار صاحب سے ملاقات کرنا چاہیے مین حکیم صاحب کے فرودگاہ مین کچھ دیر تک ٹھہر کر نماز مغرب پڑھکر دو چار آدمیون کو ساتھ لیکر جمعدار صاحب کے پاس مین پہونچا۔ اسوقت میرا لباس عالمانہ تھا مجھے دیکھکر حیرت مین آگئے اور نہایت ندامت کے ساتھ بولے کہ مولانا صاحب معاف فرمایئے مین آپ کو نہین جانتا تھا۔ اگرچہ مجھسے یہ بے ادبی ہوئی کہ مین اوسوقت آپ کو یہان لے آیا۔ مگر یہ سمجھکر کہ آپ ہندوستان کے آدمی ہین ہم لوگون سے آپ کے خلاف شان کوئی امر سرزد ہوا۔ مین نے کہا کہ حکیم صاحب نے اسوقت میری دعوت کی ہی۔ آپ کا مکان دیکھکر مجھے آپ کا احسان یاد آیا۔ مین آپکی عملی کارروائی سے ذرا بھی ناخوش نہین۔ اگر میرے خلاف ہوتا تو پھر ملاقات کو کیون آتا۔ بلکہ آپکے حسن سلوک سے مین نہایت خوش ہون اوسی کے شکریہ کے لئے اسوقت آیا ہون۔ پھر تو جمعدار صاحب کا گھر آدمیون کی کثرت سے بھر گیا۔ اور ہر شخص مجھے وقعت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ جمعدار صاحب اور کانسٹبلون نے بنگالہ کی رسم و رواج کے موافق تبرکاً اپنے اپنے واسطے پانی دم کرایا ؎ زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ٭ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

پھر مین جمعدار صاحب کے یہان سے حکیم صاحب کے ہوٹل مین چلا آیا۔ نماز عشا پڑھکر دعوت کا کھانا کھایا۔ جب تک مین وہان رہا بڑے اخلاق سے وہ باتین کرتے رہے آٹھ بجے شب کو حکیم صاحب نے تین چار آدمی میرے ساتھ کردیے اور مین وہان سے اسٹیشن پہونچا۔ چاٹگام کا ٹکٹ لیکر ریل پر سوار ہوا

چاٹگام

ہوا روشن جو مین نے خاک چھانی دشتِ غربت کی
کہ ذرّے ذرّے مین نیرنگیان ہین حسن قدرت کی

مین رات بھر ریل مین آرام سے سوتا ہوا ۲۷ ذیقعدہ کی صبح کو چاٹگام کے اسٹیشن پر پہونچا۔ مین نے پیشتر سے جناب حافظ بنیاد علی صاحب بریلوی مقیم حال چاٹگام کو اپنے عزم سے مطلع کرکے

یہ لکھ بھیجا تھا کہ میرے لئے ایک مکان کرایہ کا لے لیا جائے۔ جسوقت مین شہر چاٹگام کے اندر بخشی ہاٹ
مین پہونچا۔ معلوم ہوا کہ حافظ صاحب اسوقت کہین باہر گئے ہین۔ وہان پر بدر شاہ کی مسجد ہے
وہین مین گاڑی سے اوتر گیا محلہ کے سردار چاند میان سوداگر آئے اور نہایت خلوص سے
میرے اسباب کو مسجد مین اوترہ لیا۔ پھر حافظ صاحب تشریف لائے اور بہت ہی اخلاق سے ملے۔
اور کہا کہ آپ کے لکھنے کے موافق آپ کے لئے ایک مکان ٹھہرا رکھا ہو۔ مگر آج شام تک اسی
مسجد مین آپ قیام رکھین۔ پھر محلے کے لوگ باری باری آتے گئے اور مجھسے ملاقات کرتے گئے
رامو ضلع چاٹگام کے رہنے والے میرے دلی کرمفرما مولوی محمد مظہر الحق صاحب جو نہایت
خلیق و صاحب تالیفات و عالم باعمل ہین۔ اون کو بھی پہلے ہی سے مین اپنے عزم سے اطلاع دیچکا
تھا وہ بھی چاٹگام مین مجھسے ملنے کو آ گئے تھے۔ قریب عصر وہ مجھسے ملے۔ اور میری خاطر مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اور دو تین ہفتے تک صرف میرے خیال سے شہر مین مقیم رہے۔ اور وہان
کے معزز حضرات کو مجھسے ملاتے رہے۔ شام کے وقت مولوی عبد العزیز خان صاحب
ڈاکٹر جیلخانہ چاٹگام ساکن کوانتھ ضلع شاہ آباد وہان تشریف لائے اور نہایت خلوص
و اخلاق سے مجھسے ملے۔ عند التذکرہ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بہت دنون تک ضلع ڈیانوان
ضلع پٹنہ مین ہمارے کرمفرما جناب ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے یہان رہ چکے ہین۔ ڈاکٹر صاحب نے
کہا کہ یہان آپ کو تکلیف ہوگی ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ ہمارے یہان فرود ہون۔ مین نے
پہلے تو بہت کچھ عذر کیا مگر اون کے بیحد اصرار کی وجہ سے مجھے اون کے یہان چلنا ہی پڑا۔ ڈاکٹر
صاحب نے پہلے میرا اسباب اپنے یہان بھجوا دیا۔ پھر نماز عشا پڑھکر اپنے ساتھ مجھے اپنے یہان لیگئے
اونھون نے پہلے ہی سے میری عافیت کے سامان طیار کر رکھے تھے۔ جہان وہ رہتے ہین وہ ایک
عالیشان سرکاری پختہ مکان ہے۔ ایک اونچے پہاڑ پر واقع ہے جیلخانہ سے صرف ایک دیوار
حد فاصل ہے۔ ہموطنی کی وجہ سے مجھے وہان اعلے درجہ کا آرام رہا۔ اور جب تک مین چاٹگام
مین رہا اونھین کے یہان رہا۔ اونھون نے مجھے اور کہین رہنے نہ دیا۔ مجھے اوس مکان مین۔

ایک خاص لطف یہ ملتا رہا کہ اکثر اوقات مجھے پورا تخلیہ نصیب ہوتا رہا۔ اور با اطمینان وظائف
پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔ عوام اس خیال سے کہ یہ بھی جیلخانہ ہے وہان آنے مین بہت ڈرتے تھے ایسے
لوگون سے مجھے بیشتر مسجد ہی مین ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ایک روز مجھے جیلخانہ کے اندر بھی سیر کرنے
کا اتفاق ہوا۔ وہان کا عالم دیکھکر آخرت کے قید خانے کا نقشا آنکھون مین پھر گیا۔ اور دل پر
کچھ ایسا عبرت انگیز اثر پڑا کہ بیان سے باہر ہے۔ جناب حکیم ناصر علی آروی مرحوم کے صاحبزادے
جناب حافظ عبد الغنی صاحب وہان کے سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس ہین وہ بھی نہایت ہی اخلاق
کریمانہ سے ملے اور دعوتین بھی کین۔ کلکتے کے ایک ہندو بنگالی جن کا نام چارو بابو ہے
اور جن دو توش مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ وہان کے منصف ہین اون سے ملاقات ہوئی۔
وہ اپنے جسیم قد و قامت سے بھی زیادہ با مذاق نکلے اون کو سیر کرنے اور سیر کرانے کا بہت ہی
شوق ہے۔ اونھون نے اچھی طرح وہان کی سیر کرائی۔ خاص طور پر ایک مزار کی نسبت جو شہر سے
بہت دور ہے یہ مشہور ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا مزار مبارک ہے۔ اوس مزار کے
قریب ایک بہت بڑا تالاب ہے جسکی نسبت عوام مین یہ مشہور ہے کہ اس شہر کے پہاڑون پر جنات
و خبائث بہت رہتے تھے اون سب کو ایک بزرگ نے اس تالاب مین کچھوون کی صورت مین
قید کر دیا ہے اور جب اون کو پکاریے تو تالاب کے اوپر چلے آتے ہین۔ ایک روز منصف صاحب
اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اور ڈاکٹر صاحب مجھے وہان لے گئے۔ جب ہم لوگ اوس تالاب پر پہونچے
تو کئی مجاور اور لڑکے بھی آگئے۔ اوس وقت اون کچھوون کا کچھ پتا نہین تھا۔ ایک مجاور نے مداری
مداری کہکے پکارنا شروع کیا فورا بہت بڑے بڑے کچھوے گھاٹ پر آگئے۔ بعض کچھوے
کمہارون کے چاک سے بھی بڑے تھے۔ وہان پختہ سیڑھیان بنی ہوئی تھین۔ کچھوون نے قصد کیا
کہ سیڑھیون کے اوپر چڑھ آوین مگر اپنی جسامت کی وجہ سے اوپر نہ آسکے مگر دو ایک کچھوے جو چکنون کے
برابر تھے بہت کوشش کرکے اوپر آگئے اور ہم لوگون کے قدم کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ہم لوگون نے
کیلا منگوا کر اون کو کھلائے پھر وہ تالاب مین چلے گئے۔ اسی طرح چند بار مداری مداری کہکے لوگ

پکارتے گئے اور وہ کچھوے ہر دفعہ اوسی طرح آتے گئے۔ اس حیرت انگیز تماشے نے عجب لطف بخشا غالباً یہ چونکہ اون کچھوون کو کچھ کھانے کو دیا جاتا ہے اور کسی قسم کی اذیت نہین پہونچائی جاتی ہے وہ اسقدر مانوس ہوگئے ہین۔ مگر پھر بھی حیوان آبی کا یہ عالم ہو جانا عجوبۂ روزگار سے کچھ کم نہین چاٹگام مین بہت اونچے اونچے سیکڑون ٹیلے ہین جو مٹی کے پہاڑ کہلاتے ہین۔ زمین سے بیسون چشمے نکلے ہین۔ شہر سے باہر ایک پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا ہے جو حضرت فریدالدین گنج شکر قدس سرہ کا چشمہ کہلاتا ہے اوسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہان حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی تھی۔ ایک دن وہان بہت روئے تھے۔ آنکھون سے جو زمین پر آنسو ٹپکے تو اوس کے اثر سے وہ چشمہ جاری ہوگیا۔ چاٹگام سے کچھ دور ایک مقام ہے جسکو سیتا کنڈ کہتے ہین وہان ایک عجیب چشمہ ہے جسمین رہ رہ کے بجلی سی روشنی چمک جاتی ہے۔ عجیب لطف نظر آتا ہے غالباً وہان فاسفورس کے اجزا بہت ہین جنکی وجہ سے یہ کیفیت نظر آتی ہے۔ ہندو بنگالیون کے عقیدے مین وہ بہت متبرک مقام ہے۔ بہت دور دور سے ہندو آتے ہین تیرتھ کرتے ہین وہان کے اشنان کو بہت بڑا پن سمجھتے ہین۔ چاٹگام کے عموماً باشندے دھوبی چمار تک مسلمان ہی ہین۔ وہان بندرگاہ ہے سمندر سے یہ شہر بہت قریب ہے۔ حج کا عمدہ راستہ آجکل اوسی طرف سے ہے۔ کیونکہ ہندوستان مین جو اور بندرگاہین ہین وہان پلیگ نے اپنا قبضہ کرلیا ہے۔ مگر یہ ضلع بفضلہ تعالیٰ ایسے خطرناک حملون سے ابھی تک بالکل محفوظ ہے۔ شہر سے کچھ دور قرنطینہ کا مقام ہے جسکو حاجی کیمپ کہتے ہین گورنمنٹ نے حاجیون کی آسایش کے لئے بہت بڑا سامان کیا ہے۔ مجھے چاٹگام کی آب و ہوا نہایت موافق ہوگئی تھی۔ وہ امراض جو مجھے ایک عرصے سے لاحق حال تھے بہت جلد جاتے رہے۔ قوت جسمانی مین بہت بڑی ترقی ہوگئی وہان کے چند سوداگرون نے بدفعات میری دعوتین کین خصوصاً میان مقبول احمد سوداگر نے چند بار نہایت تکلف سے مخلصانہ ضیافت کی جسمین دوسرے معزز حضرات بھی مدعو تھے۔ اون کو اور اون کے گھر بھر کے لوگون کو مجھسے ایک خاص عقیدت ہوگئی تھی۔ شہر مین اور نواح شہر مین مجھے چند بار وعظ

کہنے کا اتفاق ہوا۔ اکثر دفعہ بہت اچھا مجمع رہا۔

خندقیہ

مسخر میں کرونگا ایک دن ملک معانی کو
خدا نے مجھکو بخشا ہے عجب نقش سلیمانی

چاٹگام کے نواح میں خندقیہ ایک مقام ہے۔ وہاں میں وعظ کہنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ بنگلہ میں میرا بیان ترجمہ کرنے کے لئے جناب مولوی فضل الرحمن صاحب جو ایک سن رسیدہ ذی علم بزرگ ہیں اور مولوی منظر الحق صاحب ساکن راموکے بھائی مولوی اختر کمال صاحب ہمراہ گئے تھے۔ ہمارے مہربان حال جناب حافظ جنیاد علی صاحب بھی ساتھ تھے۔ صاحب دعوت نے بہت بڑا انتظام کیا تھا۔ میدان میں بہت بڑا شامیانہ کھڑا کیا تھا۔ ہزاروں سامعین کا مجمع تھا۔ جب ہم لوگ صاحب دعوت کے مکان سے وعظ کہنے کو چلے تو وہاں کے لڑکے دو رویہ کھڑے سبز پھریرا اوڑاتے ہوئے اسلامی جھنڈیاں ہاتھ لئے ہوئے ساتھ ساتھ آئے پہلے جناب مولوی فضل الرحمن صاحب نے پھر مولوی اختر کمال صاحب نے بنگلہ میں کچھ بیان فرمایا۔ پھر مجھے وعظ کہنے کا اتفاق ہوا۔ یہ دونوں حضرات میرے بیان کو بنگلہ میں ترجمہ کرتے چلے گئے۔ تمام حاضرین پر ایک خاص اثر پڑا ہوا تھا۔ اور خود میرے دل پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی جو عمر بھر کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ صاحب دعوت اور اوسکے اعزا کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جوش کے عالم میں اپنے ہاتھوں سے دونوں شانوں کی جانب کھڑے ہوکر برابر پنکھے جھلتے رہے۔ دو بجے وعظ کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور ساڑھے پانچ بجے ختم کرکے نماز عصر ادا کی گئی۔ سلام ودعا کے بعد نہایت جوش کے ساتھ ایک خلقت اُمنڈ آئی۔ اور مجھے رخصت کا معانقہ کرنے لگی۔

کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے خوف سے غار ثور میں چھپے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں سے غار کے ایک سوراخ کا منہ بند کردیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکے زانو پر اپنا سر مبارک رکھکر آرام فرمایا۔ اوسکے اندر ایک سانپ تھا اوسنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کاٹ لیا جسکے زہر سے وہ بہت بیقرار تھے مگر

اس خیال سے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ تکلیف نہو اونھون نے اپنا پاؤن وہان سے نہ ہٹایا
مگر اون کی آنکھون سے بے اختیار آنسو اوبل پڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ مبارک
پر ٹپک پڑے جن سے آپ کی آنکھین کھل گئین اون کی یہ کیفیت ملاحظہ فرماکر آپ نے اوس زخم پر
اپنا لعاب دہن لگا دیا جسکی برکت سے سانپ کا زہر زائل ہوگیا اور درد بالکل جاتا رہا۔
اور یہ بات مشہور چلی آتی ہے کہ شیوخ صدیقی بعد غاری کے خاندان مین چند پشت کے بعد کسی
شخص کے دہنے پاؤن کے انگوٹھے مین سیاہ تل ضرور ہوتا ہے اور اوس سانپ کے
کاٹنے کا داغ نمایان ہو جاتا ہے۔ راقم الحروف بھی اوسی خاندان سے ہے۔ حسن اتفاق سے
فقیر کے دہنے پاؤن کے انگوٹھے مین ایک سیاہ تل داغ نما موجود ہے۔ مگر چونکہ یہ کوئی کتابی بات
نہین لہذا یہ امر چندان قابل اعتبار و لائق وثوق نہین ہے اسکے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی
دوسرے خاندان والے کے انگوٹھے مین بھی حسن اتفاق سے تل کا وجود ہو۔ مگر سب سے بڑھکر ایک
جسمانی نعمت جو مجھے خدا کی درگاہ سے عطا ہوئی ہے اوس سے میرے اکثر اقارب و احباب
بھی واقف نہین۔ آجتک بعض مصالح کی وجہ سے مین نے کبھی عموماً اسکو ظاہر نہین کیا۔ مگر چونکہ
اسوقت سفر کے صحیح صحیح دلچسپ واقعات لکھنے بیٹھا ہون اور اسکو بھی ایک خاص واقعے سے
تعلق ہے لہذا میری وقایع نگاری مجھے آج اوسکے اظہار پر مجبور کرتی ہے۔ فقیر کے دہنے پاؤن
کے انگوٹھے مین اگر سیاہ تل ہو تو دہنے ہاتھ کے انگوٹھے مین ایک خداداد خنجری نقش بشکل 
لکھا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھے کی جلد کے نیچے تازہ خون جوش مار رہا ہے۔
جسکی سرخی ہمیشہ صاف اور نمایان رہتی ہے۔ زور سے دبانے سے وہ سرخی غائب ہو جاتی ہے
اور چھوڑ دینے سے پھر فوراً نمایان ہو جاتی ہے۔ مین نے چند بزرگان زمانہ کو جن سے مجھے عقیدت
تھی یہ خنجری نقش دکھلایا ہے کسی نے دیکھکر سبحان اللہ کہکر درود شریف پڑھا اور کسی نے یہ کہا کہ
یہ مہر رحمانی ہے جسکا اثر کچھ دنون بعد ظاہر ہوگا۔ کسی نے یہ فرمایا کہ یہ لا کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ
کا مخفف ہے۔ اور یہ مصرع پڑھا ع بلا قامت لا ت بشکست خرد۔ پھر فرمایا کہ اس



انگوٹھے کو نجاست سے پاک رکھنا کسی قسم کی نجس چیز اوس میں لگنے نہ پائے۔ ایک مقدس بزرگ
نے جنپر بعض اوقات جذب کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی تھی دیکھنے کے ساتھ پوچھا کہ تم کس کی
اولاد سے ہو میں نے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے فرمایا کہ قبل غاری یا بعد
غاری میں نے کہا کہ بعد غاری۔ فرمایا کہ کیا تم کو غار میں سانپ کے کاٹنے والا واقعہ معلوم
نہیں۔ سانپ جب کاٹتا ہے تو اکثر خون بھی کچھ بہتا ہے۔ اور انسان کا ہاتھ بے اختیار اوس
زخم پر پہونچ جاتا ہے۔ یہی ہوگا۔ میں نے اسکی تشریح چاہی وہ خفا ہوئے۔ میں نے ایک روز
بسبیل تذکرہ حافظ جنیاد علی صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا تھا جناب حافظ صاحب خندقیہ
کے مسلمانوں کا وہ جوش اسلامی دیکھکر اوبل پڑے اور مجھسے الگ ہو کر بعض لوگوں سے
یہ واقعہ کہدیا یہ سنکر کچھ لوگ دیکھنے کے مشتاق ہوئے میں نے بموقع مجمع کے پہلے انکار کیا مگر
جب حد سے زیادہ اونکا اصرار بڑھا تو میں مجبور ہو گیا۔ وہ چار مسلمانوں کا دیکھنا تھا کہ تمام حاضرین
ٹوٹ پڑے۔ مصافحہ کرنے کے بعد کوئی اوس انگوٹھے کو بوسہ دیتا تھا کوئی آنکھوں سے لگاتا تھا
مجھے اوس وقت سیکڑوں مسلمانوں سے مصافحہ کرنا پڑا۔ میرے دونوں ہاتھ شل ہو گئے۔ غرضکہ
اس شجری نقش نے وہان عجب رنگ چمکایا۔ چاٹگام میں ایک مہینے کے قریب رہنے کا
اتفاق ہوا۔ پھر میں نے وہان سے ڈھاکہ کا عزم کیا۔ مکرمی جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم
صاحب انسپکٹر مدارس چاٹگام کو اکثر معزز حضرات ڈھاکہ سے نہایت ارتباط ہے۔ جناب ممدوح
نے عالیجناب **نواب سلیم اللہ صاحب بہادر** اور جناب **خواجہ محمد یوسف**
صاحب رئیس ڈھاکہ اور جناب مولوی سید **اولاد حسن** صاحب اسپشل سب رجسٹرار
ڈھاکہ کے نام مجھے اس مضمون کے خطوط لکھکر دیئے کہ فلاں شخص جو ایسا اور ویسا ہے وہ
ڈھاکہ جاتا ہے اگر آپ اوس سے اخلاق کے ساتھ پیش آئیں تو مجھپر کمال احسان ہو۔
وہ خطوط لیکر ۲۸ ذی الحجہ کو چاٹگام سے میں روانہ ہوا۔ کئی حضرات اسٹیشن تک پہونچانے
آئے اور حافظ شکر اللہ صاحب بریلوی تاجر چاٹگام نے ایک دوسرے اسٹیشن تک ساتھ دیا۔

نارائن گنج

درین دریائی بے پایان درین طوفان شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

۲۹ ذی الحجہ کو چاندپور کی گھاٹ پر ریل سے اوترکر مین نے جناب مولوی امداد حسن صاحب سب رجسٹرار ڈھاکہ کو اپنی آمد کا ٹیلیگراف دیدیا اور نارائن گنج کا ٹکٹ لیکر جہاز پر سوار ہوا وہان ایک طالب العلم سے ملاقات ہوئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ موضع کشور پور پرگنہ کروہ ضلع سلہٹ مین اوسکا مکان ہے۔ خلیل الرحمن نام ہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ مین شرح ملا وغیرہ پڑھتا ہے۔ نارائن گنج ہوکر مکان جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مجھے گوالندو والے طالب العلم کا فریب آمیز واقعہ یاد تھا۔ مار گزیدہ از ریسمان بترسد۔ پہلے تو مین اوس سے بہت ڈرتا رہا۔ مگر آخر الامر یہ ظاہر ہوا کہ ضلع سلہٹ کے ایک شریف خاندان کا سعادتمند لڑکا ہے مجھے رفاقت کے لیے ایک مصاحب کی سخت ضرورت تھی۔ مین نے اوس سے کہا کہ تمنے ڈھاکہ دیکھا ہے اوسنے کہا کہ نہین مینے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو۔ ہمارے ساتھ چلنے مین تم کو وہان ہر طرح کا آرام ہوگا ہر قسم کی عافیت ہوگی بہت اچھی طرح وہان کی سیر کرسکوگے۔ اوسنے نہایت خوشی سے اسکو قبول کیا۔ اور اوس وقت سے برابر ہمارے ساتھ رہا اور پورا حق رفاقت ادا کیا۔ اوس کے حسن خدمت سے جس قدر میرا دل خوش ہے اوسکا شکریہ ادا نہین ہوسکتا۔ نصف راہ دریا طے ہوچکی تھی کہ یکایک ہوا کا ایسا طوفان اوٹھا کہ تمام دریا مین ایک ہلچل مچگئی۔ موجون نے غضبناک تھپیڑے مارنا شروع کیے۔ اسٹیمر تہ و بالا ہونے لگا۔ سکنڈ کلاس کی کرسیان ٹکر کھانے لگین۔ جہازیون نے فوراً جہاز کا لنگر ڈالدیا۔ جہاز والے مسافرون کی پریشانی کا حال کیا بیان ہو۔ مسلمان یا اللہ یا اللہ کا نعرہ بلند کرنے لگے۔ ہنود اپنے دیوتاؤن کے نام لے لے کر پکارنے لگے۔ ہوا کا وہ قیامت خیز طوفان۔ دریا کا وہ آفت انگیز تلاطم دیکھکر ہر شخص کی آنکھون مین موت پھرنے لگی۔ اضطراب کی حالت مین مسافر

کبھی ادھر سے اودھر اور کبھی اودھر سے ادھر چلے آتے جسکی وجہ سے جہاز خطرناک کروٹین بدلنے لگا۔ خلاصیون نے بہت شور مچایا کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ مین بیٹھ جاؤ نہین تو جہاز اولٹ کر ڈوب جائیگا۔ مگر کوئی کسی کی سنتا ہی کب تھا۔ اوسوقت مجھے ایک ترکیب سوجھی کہ عوام نقش و عملیات کے بہت معتقد ہوتے ہین۔ انھین کے ذریعے سے ان کو کچھ تسکین دینا چاہیے۔ مین نے دوات قلم کاغذ نکالکر کہا کہ دیکھو تم لوگ گھبراؤ نہین۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہاز ہر طرح محفوظ رہیگا۔ مین ایک ترکیب کرتا ہون خدا نے چاہا تو بہت جلد طوفان فرو ہو جاتا ہے۔ مین نے ایک نقش لکھکر ایک شخص کے حوالہ کیا کہ دریا مین ڈالدو۔ اور **حزب البحر** نکالکر باواز بلند پڑھنے لگا۔ ہر شخص میری طرف متوجہ ہو گیا اور اون کے دل مین کچھ تسکین سی ہو گئی۔ خدا کی قدرت کی بھی عجیب نیرنگیان ہین کہ ہنوز حزب البحر کے اختتام کی نوبت نہین آئی تھی کہ اوس طوفان کا زور شور بالکل جاتا رہا۔ سب نے خدا کا شکر ادا کیا اور جہازیون نے جہاز کا لنگر اوٹھا دیا۔ وہ جہاز نو بجے شب کو نارائن گنج پہونچا۔ رات کو ہم لوگون نے ایک مسلمان کے ہوٹل مین بعافیت تمام آرام کیا۔

ڈھاکہ

بھولے سے بھی تکلیف سفر یاد نہ آئی
وہ لطف ملا مجکو جہانگیر نگر مین

۳۰ ذی الحجہ کی صبح کو مین نارائن گنج مین ریل پر سوار ہوا اور سات بجے کے قریب جہانگیر نگر ڈھاکہ پہونچا۔ اور جناب مولوی سید **اولاد حسن** صاحب اسپشل سب رجسٹرار کے مکان مین فرود ہوا جناب رجسٹرار صاحب موصوف نہایت ہی خلیق جوہر شناس مسافر نواز ہین۔ انکے خیالات نہایت عالی معلومات نہایت ہی وسیع۔ اردو بول چال نہایت ہی پاکیزہ۔ تحقیقات لسانی قابل ہزار آفرین۔ اونکی ملاقات سے اعلیٰ درجہ کی دلچسپی رہی طرح طرح کے واقعات اون سے معلوم ہوئے۔ مختلف قسم کے فوائد مجھے حاصل ہوئے۔ تمام بنگال مین گھومنے کے بعد

شہر ڈھاکہ ہی ممتاز ہو وہان کے رہنے والے نہایت مہذب اور انکی زبان اردو نہایت ہی مغتنم۔
اگرچہ طوفان زلزلہ کے متواتر حملونکی وجہ سے اس شہر کو بہت صدمہ پہونچا مگر پھربھی مکان کے اکثر مکانات نہایت
ہی آباد و اکثر عمارتین نہایت ہی عالی شان ہین۔ پانی کی کل بجلی کی روشنی اس شہر کے لئے
مایۂ افتخار ہے اکثر پرانی عمارتین نظامت کے زمانہ کو ناظمانِ بنگال کے عہد حکومت کو یاد دلاتی
ہین ؎ چمن کو دیکھکر ہم روئے خوب اگلی بہار دن کو جو دل پر داغ یاد آیا جو دیکھا لالہ زار دنکو
شایستہ خان فاتح بنگال کی بیٹی اور شاہزادہ **عظیم الشان** جسکے نام سے ہمارا
عظیم آباد مشہور ہے اوسکی پیاری زوجہ **بی بی پری** کا مقبرہ بھی وہان یادگار زمانہ ہے
اس عالیشان مقبرہ کا اندرونی حصہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے ہر چار طرف صندل کے کواڑ ہے
لوہے کی جالیان لگی ہوئی ہین مگر بیرونی حصہ نہایت شکستہ حال ہے صحن مقبرہ بالکل غیرآباد
ہے در و دیوار سے حسرت ٹپکتی ہے آس پاس کی عمارتون سے عجب ویرانی برستی ہے ؎
از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ ✤ آثار پدیدست صنادید عجم را۔
مجھے اوسوقت بیساختہ اپنا یہ شعر یاد آیا ؎ دلِ شکستہ ہے یون پہلو مین جیسے مسجد
کسی ویرانے کی ✤ وہان چند بزرگان دین کے نہایت مشہور مزار ہین۔ جن مین ایک شاہ
نعمت اللہ بت شکنؒ ہین لقب ہی سے ظاہر ہے کہ بڑے متشرع بزرگ تھے ان کی نسبت کہا
جاتا ہے کہ جس بت کی طرف انکا گزر ہوتا تھا وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑتا تھا۔ دوسرے شاہ ملک
ان کے مختلف قسم کے جلالی واقعات وہان بنے گئے۔ لوگون کا بیان ہے کہ کبھی کوئی پرندہ انکے
مقبرے کے اوپر اوڑکر نہین جاتا۔ جب قریب پہونچتا ہے کترا کے ادھر ادھر سے نکل جاتا ہے
ان کے روضہ پر ایک عظیم الشان درخت سایہ کرتا ہے جسکی بعض شاخین روضے سے گھومکر
نکل گئی ہین۔ اور روضہ ان کے صدمے سے بالکل محفوظ ہے۔ مین پرندہ والے واقعہ کی نسبت
اپنی ذاتی راے نہین دیسکتا کہ کہانتک صحیح ہے۔ مگر مین جب ان کی زیارت کو وہان گیا تھا
تو دیر تک امتحاناً ٹھہرا ہا مگر کسی اوڑتے ہوئے جانور کا ادھر سے گزر ہی نہین ہوا مقبرہ کے

اور جو شاخین تنکا اوپر کی کوئی جانور نظر نہین پڑا۔ کرامۃ الاولیاء حق۔ اگر اوس بزرگ کا تصرف
ہو تو کچھ مستبعد نہین۔ جناب رجسٹرار صاحب کو مدارس بنگالہ کے پاس گئے ہوئے مولویون کی
نسبت بہت شاکی پایا۔ اونھون نے ایک نقل بیان کی جسکو سنکر مجھے بہت ہنسی آئی۔ فرمانے لگے
کہ ایک جلسا نے یہان کے ایک مولوی صاحب سے یہ سوال کیا کہ اگر آخری چہار شنبہ جمعہ کے روز ہو تو پہلے
غسل آخری چہار شنبہ کرنا چاہیے یا غسل جمعہ۔ نہین معلوم سوال مذاقاً تھا یا کیا۔ مگر سخت
حیرت یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ سوال سنکر غوطے مین آگئے۔ اتنا بھی نہین خیال کیا کہ چہارشنبہ
جمعہ کا روز کیونکر ہو سکتا ہے وہ بہت دیر تک متامل رہے مگر کوئی تشفی بخش جواب
اون سے نہو سکا۔ رجسٹرار صاحب نے ایک دوسری نقل بھی بیان کی جو اس سے بھی زیادہ
دلچسپ ہے۔ وہان نماز بخش نامی ایک شخص ہے جس نے کچھ اردو اور قرآن پڑھا ہو اوس نے
ایک مذہبی امر مین ایسی ہمت مردانہ کی تھی جس کے صلے مین جناب نواب احسن اللہ
مرحوم نے اوسکو سو روپے کا چغا اور ایک پگڑی عطا کی تھی اور غازی کا خطاب دیا تھا۔ غازی
صاحب اطراف ڈھاکہ مین بہت ممتاز ہو گئے ہین اکثر مسلمان اون کو مولانا صاحب سمجھتے ہین۔
ایک روز کسی بستی مین انکا گزر ہوا وہان ایک مجمع مین کسی شخص نے اون سے یہ مسئلہ دریافت کیا
کہ ایک شخص مرگیا ہے۔ مان بی بی لڑکے چھوڑ گیا ہے اور وے وارث ہین انکو کسقدر ترکہ پہونچنا ہے
غازی صاحب کو مسئلہ تو معلوم نہین تھا بہت متردد ہوئے کہ اگر جواب نہین دیتے ہین تو
مولویت مین بٹا لگتا ہے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا قرآن شریف لاؤ اوسمین یہ مسئلہ ضرور لکھا ہے جو
جب قرآن پاک لایا گیا تو اونھون نے اولٹ پلٹ کرکے سورہ ابی لہب نکالا۔ اور فرمایا
کہ مسلمانون سنو خداوند تعالی ارشاد فرماتا ہے مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔ یعنی مال مان کا سب
پس اس صورت مین اوس مرے کا کل مال اوسکی مان کو دینا چاہیے۔ اگرچہ شرع شریف کے رو سے
غازی صاحب کی یہ عملی کارروائی کچھ اچھی نہین تھی مگر اسمین کوئی شک نہین کہ مولوی صاحب
کی عقل وفہم کے اعتبار سے انکی ذہانت وفطانت ضرور قابل تعریف ہے کہ ایسی آیت

پیش کر دی جسکو سنکر تمام حاضرین مجلس کو یقین ہو گیا کہ واقعی خدا کا یہی حکم ہے۔ مان کا سبب اصل یہ ہے کہ ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔ ڈھاکہ مین اکثر معزز حضرات سے خصوصیتا جناب مولوی سید محمود صاحب آزاد و جناب مولانا مولوی عبد المنعم صاحب ذوقی سپرنٹنڈنٹ مدرسہ و جناب خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس ڈھاکہ سے نہایت لطف آمیز ملاقاتین رہا کین۔ جناب آزاد وہی مشہور و معزز شاعر ہین جنکی فارسی دانی کا بنگالہ مین طوطی بولتا ہے۔ ایک دفعہ ہمارے دوست جناب حافظ فضل حق صاحب آزاد عظیم آبادی نے انہین کی مدح مین اپنا ایک فارسی قصیدہ الپنچ مین چھپوایا تھا۔ جناب موصوف نے اپنے اکثر قصاید فارسی اور دوسرے کلام منظوم سے مجھے نہایت ہی محظوظ کیا۔ واقعی وہ فارسی مین استاد زمانہ ہین۔ ان کا کلام ملک سخن مین اعلیٰ درجہ کا پایہ رکھتا ہے۔ جناب مولانا ذوقی صاحب فقیر کے برادر طریقت ہین۔ حضرت پیر و مرشد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ سے ان کو بھی بیعت ہے۔ انکی تالیفات سے اخلاق احمدی نام ایک رسالہ قابل دید ہے دیوان متنبی کے بعض قصائد کی فارسی شرح موسوم بہ تصویب البیان بھی انکی تالیفات سے ہے جسکے آخر مین انکی نظم عربی بھی درج ہے اوس سے انکی ادب دانی کا پورا ثبوت ہوتا ہے۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے ایسے ایسے دلچسپ واقعات بیان کئے کہ جنکو سنکر آئینۂ دل کی کچھ اور ہی کیفیت ہو گئی۔ جناب خواجہ محمد یوسف صاحب نے حال مین ایک سفر کیا ہے منجملہ اوسکے ہمارے صوبہ بہار کے وہ دلچسپ حالات بیان کئے جن سے ایک خاص دلچسپی نصیب ہوئی۔ اون دنون جناب نواب سلیم اللہ صاحب بہادر رئیس ڈھاکہ کہین باہر گئے ہوئے تھے۔ جب سفر سے مراجعت فرمائی تو مین نے جناب رجسٹرار صاحب کے ذریعہ سے مکرمی جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب انسپکٹر مدارس کا وہ خط اور اپنی چند تصانیف ان کے حضور مین پیش کئے۔ جناب نواب صاحب نے احسن منزل مین مجھے ملاقات کے لئے یاد فرمایا۔ ہمارے ساتھ جناب رجسٹرار صاحب و حضرت آزاد و مولانا ذوقی بھی ان

تشریف لے گئے۔ ہمارے دوست مولوی سید عبد القدیر صاحب ایم اے سکرٹری انجمن اسلامیہ بانکی پور بھی جناب مولوی عبد الصمد صاحب آر وی ڈپٹی مجسٹریٹ ڈھاکہ کے ساتھ وہان پہونچگئے تھے جناب نواب صاحب کے خاندان کے بھی چند معزز حضرات وہان موجود تھے۔ عند الملاقاۃ جناب نواب صاحب نے نہایت لطف آمیز باتین کین اور مین نے جو کتابین پیش کی تھین اونکی بہت بڑی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ ملک کو اس قسم کی کتابون کی اشد ضرورت ہی۔ پھر اوس قصیدے کی تعریف کی جو حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کی مدح مین **مقالہ کاملہ** کے ساتھ چھپا ہے۔ اسپر جناب رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ یہان کے لئے بھی ایک قصیدہ لکھکر ساتھ لائے ہین اگر اجازت ہو تو پڑھکر سنائین۔

جناب نواب صاحب نے پڑھنے کی اجازت دی مین نے پورا قصیدہ پڑھکر سنایا۔ تمام حاضرین سنکر پھڑک گئے۔ جناب آزاد وغیرہ نے حد سے زیادہ اوسکی داد دی خود جناب نواب صاحب کے چہرے سے آثار شگفتگی نمایان تھے بعض اشعار پر بیساختہ اونکی زبان سے تعریف کے الفاظ نکل جاتے تھے۔ اب مین وہ قصیدہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون۔ اس قصیدہ مین سب سے زیادہ قابل غور یہ امر ہے کہ انگریزی خطابات کس عمدگی کے ساتھ نظم ہوئے ہین۔

قصیدہ بہاریہ

گیا جو آج مین سیر چمن کو وقت سحر — نسیم صبح گلے ملنے آئی خوش ہو کر
اوٹھا کے آنکھ جو مین نے ادھر ادھر دیکھا — ہرا بھرا نظر آیا مجھے چمن یکسر
عروس باغ نے پہنے تھے پھول کے گہنے — گل و سمن تھے طلائی و نقرئی زیور
گلے مین موتیون کے ہار موتیا مین تھین — بنے تھے کان کے بندے بھی لالۂ احمر
روش کے سبزۂ نوخیز پر جو شبنم تھی — گہرفشان نظر آتی زمردین چادر
برنگ زلف مسلسل تھے سنبل پیچان — مسی کا رنگ جما تھا زبان سوسن پر

نہال سب تھے نہال اور گل تھے سب خندان / شادہ سرو و صنوبر تھے باندھے اپنی کمر

یہ رنگ دیکھ کے بلبل کی طرح حیرت تھی / مثال آئینہ حیران تھا دل مضطر

کہ گل کھلا ہے یہ کیسا ریاض عالم مین / بہار دہر ہے کیون آج ایسی جان پرور

چمن کے غنچون نے دی مجکو یہ مبارکباد / کہ میرے دل کی گرہ جس سے کھل گئی یکسر

وہ خواجہ جو چمنستان شرع کی ہی بہار / وہ خواجہ ہے جو طریقت کے باغ کا گل تر

وہ خواجہ ہی جو دل و جان سے حامی اسلام / وہ خواجہ ہی جو فدا اپنے مذہب حق پر

وہ خواجہ خوبی و الطاف کا ہی جو دریا / وہ خواجہ جو صدف حسن خلق کا ہی گہر

وہ خواجہ جسکی سخاوت کی دہوم ہی ہر سو / وہ خواجہ جسکا ہی احسان ایک عالم پر

وہ خواجہ جسکا لقب حاتم زمانہ ہی / وہ خواجہ دست کرم جسکا ہی جہان پرور

وہ خواجہ جو کملا کا ہی آج پشت و پناہ / وہ خواجہ آج جو ہی قدردان علم و ہنر

وہ خواجہ جسکی نگاہ عطا ہی گوہر ریز / وہ خواجہ چین جبین جسکی موج بحر ظفر

وہ خواجہ ہے جو سر خواجگان ہندستان / وہ خواجہ جسکا ہی بنگال مین نہین ہمسر

وہ خواجہ جس سے ہے آباد شہر ڈھاکا آج / وہ خواجہ جسکی حمایت مین خوش ہر ایک بشر

جناب خواجہ عالی گہر سلیم اللہ / خدا کا سایہ ہی جنکے سر مبارک پر

رئیس ابن رئیس ابن عمدۃ الرؤسا / عظیم قدر معظم حشم ہمایون فر

جہان نواز جو نواب احسن اللہ تھے / لقب تھا جنکا کی سی آئی ای تھے دین پرور

گورنمنٹ کے تھے دوست قوم کے ہمدرد / کہلا ہوا تھا در خیر جنکا شام و سحر

اونہین کے آپ ہین فرزند ارجمند رشید / اونہین کے آپ ہین نور نگاہ و لخت جگر

اونہین کی مسند عالی کے جانشین ہین آپ / اونہین کا آپ مین ہی رنگ خلق بو و سیر

جناب خواجہ عبد الغنی جنان منزل / جہان مین جنکی سخاوت کی دہوم ہے گھر گھر

خطاب جنکا بہادر کے سی اس آئی تھا / تھا جنکے زیب سر نام تاج کلاہ سر

اونھین کے آپ گرامی گہر نسب ہین — اونھین کے نور نظر کے ہین، آپ نور نظر
اونھین کے خون کا ہی جوش ہر رگ و پے مین — اونھین کی ہمت عالی کا آپ مین ہے اثر
وہ آج ہین طرب افروز بزم روح افزا — اونھین کا جلوہ رخسار ہے ضیا گستر
اسی خوشی مین سجا ہی بہار نو گلشن — اسی خوشی مین چمن باغ باغ ہے یکسر
اسی خوشی مین ہین سب قمریان نغمہ ریز — اسی خوشی مین نہال آج ہے ہر ایک شجر
اسی خوشی مین ہین طاؤس آج رقص کنان — اسی خوشی مین چہکتی ہین بلبلین یکسر
یہ سنکے مژدہ جان بخش دل پھڑک اٹھا — کہے یہ روح کے اشعار رشک سلک گہر

مطلع ثانی

سحاب جود و فیض مہر چرخ ظفر — سپہر جاہ و حشم کا جہان فروز قمر
سو سمائے سخا آفتاب اوج عطا — فلک نشان و معلی لقب کرم گستر
بہار باغ ریاست نہال گلشن دین — حدیقہ کرم بیکران کا تازہ ثمر
جناب خواجہ گردون حشم سلیم اللہ — رئیس ڈھاکہ و نواب عدالت پرور
بندھی ہے جسکی شجاعت کی دھاک کچھ ایسی — کہ نام سام بھی کانپے ہین قلب و جگر
دلیر ایسا کہ زہرہ ہے شیر کا پانی — جری وہ ایسا کہ پیل فلک کو دے چکر
وہ جسکا اسپ سبک گام شوخ خوش رفتار — نسیم صبح کی تیزی سے دو قدم بڑھ کر
سواری اوسکی نکلتی ہی جب ٹھاٹ کے ساتھ — تو ساتھ رہتی ہی ہر دم جلو مین فتح و ظفر
کھینچے جو میان سے شمشیر آبدار اوسکی — تو برق رعب سے تھرائے ہوکے اوپر
کرے جو فیر وہ بندوق شعلہ بار اپنی — تو مارے خوف کے گاؤ زمین کا شق ہو جگر
جو دیکھ لین کہین رخسار غیرت گلزار — تو بلبلین کبھی بھولین نہ اپنے پھولون پر
پسینا اپنا جو پونچھے رخ منور سے — چمن پر اوس پڑے زرد ہو گل احمر

وہ جسکا قصر کرے آسمان سے باتین
وہ جسکی منزلِ احسن نشان ہے برجِ قمر

وہ جسکا باغ ہے عالم مین دلکشا خوب
بہار جسکی برنگِ ارم ہے جان پرور

جوابِ گلشنِ ارژنگ جسمین ہے نقش و نگار
مکان ہے جہان کنول لیمپ ہے پری پیکر

سفیدیِ در و دیوار غازۂ خوبان
صفا کچھ ایسی کہ آئینہ دیکھکر ششدر

جو میل ہو سوئے ترتیبِ بزمِ شاہانہ
تو جشنِ جم سے بھی سامان ہون کہین بڑھکر

فلک سے زہرہ اوتر آئے وجد مین قصداً
صدائے نغمہ سے مملو ہو پردۂ اخضر

بہارِ محفلِ رنگین کچھ اور لائے رنگ
منائین عید گلے ملکے شیشہ و ساغر

ہزار شکر کہ یہ جاہ اور یہ حشمت
پھر اوسپر آپ مین یہ زہد و اتقا کا اثر

مدام دل سے اونہین ہو رضائے حق مطلوب
ہمیشہ جلوۂ قدرت پر آپ کی ہو نظر

ہو دن کو نظمِ ریاست تو شب کو طاعتِ حق
خدا کی یاد سے غافل نہین ہو دل دم بھر

یہ انکسار کا عالم ہے درگہِ حق مین
فلک کی طرح ہمیشہ جھکا ہوا ہے سر

سپہرِ ہمتِ عالی کے سامنے ہے پست
نگاہِ جود کے آگے خزف زر و گوہر

کرم مین حاتمِ دوران زمانے مین مشہور
فقیر جاتے ہین اس در سے اہلِ زر بنکر

حضور کی جو نگاہِ کرم ہے تجھپر شوق
بر آئینگے ترے دل کے بھی مدعا یکسر

زیادہ طول نہ دے آج نظمِ رنگین کو
گران نہ گزرے کہین جو انکی طبعِ نازک پر

اوٹھا مین ہاتھ دعا کیلئے بصدق و صفا
یہان جو لوگ ہین آمین سب کہین ملکر

ریاضِ دہر مین جب تک کھلا کرین کلیان
عروسِ باغ کے جب تک ہین گل سب زیور

چمن مین نغمۂ بلبل ہو گلفشان جب تک
بہارِ گلشنِ عالم رہے نسیمِ سحر

گلون کی طرح رہے دل حضور کا خندان
برنگِ نکہت برباد ہون عدو ابتر

قصیدہ خوانی کے بعد ادھر ادھر کی لطف آمیز باتیں ہوتی رہیں۔ رخصت ہونے کے وقت جناب نواب صاحب نے
پھر ملاقات کے لیے ارشاد فرمایا۔ اوس کے دو تین روز کے بعد احسن منزل میں مدرسۂ ڈھاکہ کے بورڈنگ ہوس
کے بنانے کے لیے ایک میٹنگ قایم ہوئی میں بھی جناب جسٹس امیر علی صاحب کے ساتھ وہاں گیا۔ جناب نواب صاحب
کی خاندانی دریادلی کا ثبوت مجھے اوس وقت ملگیا کہ جناب ممدوح نے اوس بورڈنگ ہوس کے لیے تینتیس ہزار
روپیہ عطا کرنیکا وعدہ فرمایا۔ میں بھی اوس روز جناب نواب صاحب سے رخصت ہوا جناب ممدوح نے رخصتانہ
کے طور پر مجھے کچھ عطا کرنا چاہا مگر میں نے اوسکے عوض میں آثار السنن کا دوسرا حصہ چھپوا دینے کی استدعا کی
جناب ممدوح نے اپنی عالی ہمتی سے اسکو قبول فرما کر چھپوا دینے کا وعدہ فرمایا اوسکے دوسرے روز نواب صاحب
ممدوح دو مہینے کے لیے شیلانگ چلے گئے اور ادھر میں بھی ۱۴ محرم کو ریل پر سوار ہو کر کلکتے
روانہ ہوا۔ نارائن گنج پہونچکر اسٹیمر پر سوار ہوا وہاں مولوی خلیل الرحمن طالب العلم جنکا ذکر اوپر گذرا
مجھسے اپنے مکان کو رخصت ہوئے۔ جناب خواجہ محمد اشرف بیرسٹر ڈھاکہ جو جناب نواب احسن اللہ مرحوم
کے حقیقی بھانجے اور داماد بھی ہیں اور احسن منزل میں میری قصیدہ خوانی کے وقت موجود تھے اون سے اسٹیمر پر
ملاقات ہوئی وہ بھی کلکتے آتے تھے۔ وہ نہایت تپاک سے ملے پہلے بہت دیر تک اوس قصیدہ کے بہت
شاکر رہے پھر برابر اون سے ادھر ادھر کی گپ شپ رہی اونکی وجہ سے مجھے اسٹیمر پر ہر امر میں خصوصاً کھانے
پینے میں نہایت ہی عافیت ہوئی۔ غرض کہ جس حسن اخلاق سے وہ پیش آئے مجھسے اوسکا شکریہ
ادا نہیں ہو سکتا۔ عشا کے وقت اسٹیمر گوالندو پہونچا اوسی وقت ریل پر سوار ہوا اور ۱۵ محرم کو کلکتے پہونچا

کلکتہ

دل کا شوق زیارت سے سفر سے پھرے
خدا کا شکر بخیر ہم ادھر پھرے

جب کلکتہ پہونچے تو گویا اپنے گھر پہونچ گئے۔ عزیزی ڈاکٹر عبد الغفور صاحب کے یہاں قیام کیا وہاں کے
اکثر احباب علم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ۱۸ محرم کو مچھوا بازار میں باہتمام جناب مرزا تصدق حسین
ایک اردو لائبریری قایم کرنیکی غرض سے ایک جلسہ قایم ہوا جسکا میں صدر انجمن بنایا گیا۔

جناب لبی غلام یسین صاحب آہ و مولوی محمد مہدی صاحب آزاد وغیرہ حضرات نے نہایت ہی سلاست کے ساتھ اظہار جذبات کیا فرمایا۔ پھر ۲۱ کو ایک جناب نے کولوٹولے میں مشاعرہ کر دیا اور میری شرکت کے لئے بہت اصرار کیا ہر چند میں نے یہ عذر کیا کہ نہ اب میں مشاعروں میں شریک ہوتا ہوں اور نہ مجھے شاعری کا اب کچھ شوق ہے مگر وہ ہونے والے ہر گز نہ مانا مجبوراً مجھے شریک ہونا ہی پڑا مجمع بہت ہی اچھا تھا جب میری نوبت آئی تو حضرات حاضرین کمال قدردانی سے ہمہ تن گوش ہو گئے۔ ہر شعر پر واہ واہ کی وہ صدائیں بلند ہوئیں کہ لکھنؤ کے مشاعروں کا سماں آنکھوں میں پھر گیا۔ اب میں اپنا وہ کلام جو میں نے اوس مشاعرہ میں پڑھا ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے حوالہ قلم کرتا ہوں۔

رباعیات

پہلے نگہِ ہوش رُبا نے لوٹا — اوس شوخ کی پھر طرزِ جفا نے لوٹا
اے شوق رہا سہا مرا صبر و قرار — کچھ ناز و ادا نے کچھ حیا نے لوٹا

دیگر

ایمان کا پاس کچھ خدا کا بھی ہو دھیان — کعبے کو بنا دیا بتوں کا استھان
کیا شوق چلے ہو وعظ کہنے کرنے — دل میں یادِ بتاں بغل میں قرآن

دیگر

جب جور میں بھی شانِ ادا نکلیگی — ٹوٹے ہوئے دل سے آہ کیا نکلیگی
وہ کوسنے کو بھی جو اوٹھائینگے ہاتھ — اے شوق مرے مُنہ سے دعا نکلیگی

دیگر

کس سوچ میں ہیں آپ یہ کیا حال ہے آج — کیا کشورِ دل کیا کسی نے تاراج
آثارِ ملال ہیں جبیں سے ظاہر — اے حضرتِ شوق کہئے کیسا ہے مزاج

دیگر

اے شوق بلا ہوں کچھ گلی بوٹے — جو رنگ ہی اپنا وہ نہ ہر گز چھوٹے
وہ شعر پڑھ کر درد جس سے ٹپکے — بے چین ہوں وہ دل جو ہوں ٹوٹے پھوٹے

غزل

بھڑکی ہو لگی دل کی بجھا کیون نہین دیتے
آبِ دمِ شمشیرِ بلا کیون نہین دیتے

کس درجہ بڑھی جاتی ہو اب آپکی شوخی
کچھ طرزِ حیا اسکو سکھا کیون نہین دیتے

جب آگ کو آئے ہو مری بزمِ عزا مین
کچھ اشک بھی آنکھون سے بہا کیون نہین دیتے

مانا کہ ان آنکھون نے کیا خون کسی کا
لب مین ہی جب اعجاز جلا کیون نہین دیتے

عاشق جو تمھین دیکھ کے غش کھا کے گرا ہو
کیا بیٹھے ہو دامن کی ہوا کیون نہین دیتے

دیکھا نہین جائیگا مری نزع کا عالم
لوگ اونکو سرہانے سے ہٹا کیون نہین دیتے

اللہ رے شوخی کہ وہ کہتے ہین یہ ہنسکر
دل مین ہی اگر درد دکھا کیون نہین دیتے

مر جائینگے ہم آپ ہی اس حسنِ ادا پر
تم کوسنے کو ہاتھ اوٹھا کیون نہین دیتے

نالو مرے دعوے ہی اگر تم کو اثر کا
کیا کرتے ہو دل اونکا ہلا کیون نہین دیتے

کہنے کی یہ باتین ہین کہ وہ مجھسے خفا ہین
سچ ہے تو مجھے در سے اوٹھا کیون نہین دیتے

اوٹھتا ہی نہین کشتۂ حسرت کا جنازہ
کیا دیکھتے ہو ہاتھ لگا کیون نہین دیتے

شوخی سے جو لکھ لکھ کے مٹاتے ہو مرا نام
حرفِ خطِ تقدیر مٹا کیون نہین دیتے

سب کہتے ہین شوق اونکی ادا نے تمھین مارا
وہ کہتے ہین الزام قضا کیون نہین دیتے

کون ہے آئینہ چشمِ تمنائی مین
آج حیرت سی ہے جو دیدۂ بینائی مین

آیا اونکا جو تصور شبِ تنہائی مین
درد تعظیم کو اوٹھا دلِ شیدائی مین

حسرتین آج بھری ہین دلِ شیدائی مین
آپ آئے ہین کہان عالمِ تنہائی مین

ناز سے ہاتھ جو اوٹھے اودھر انگڑائی مین
پڑ گیا طوق اودھر گردنِ سودائی مین

اتنا بہلا دو تصور کو تم اپنے ایجان
آکے بہلائے مرا دل شبِ تنہائی مین

میرا شکوہ جو سر بزم کیا کرتے ہو
ہے تمہاری بھی تو ذلت مری رسوائی میں

شیشۂ دل کو مرے توڑ کے نکلی تو ہی آہ
کہیں محبوس نہ ہو گنبد مینائی میں

فتنۂ حشر بھی لیتا ہے بلائیں او ستمگر
کس قیامت کی ادا ہے تری انگڑائی میں

تجھسے اے آہ بہلتی ہے طبیعت میری
تو کہاں چھوڑ چلی ہے شب تنہائی میں

تو نے اے ضبط فغاں خانۂ دل پھونک دیا
آگ لگ جائے تری صبر و شکیبائی میں

نالہ و آہ کی اک بھیڑ لگی ہے اے شوق
لطف دیتا ہے یہ مجمع شب تنہائی میں

وہ رہ رہ کر بگڑتے ہیں ہوا آج لڑتے ہیں
خدا جانے مرے نالے انھیں کیا جا کے جڑتے ہیں

عجب جوبن برستا ہے کسی جب وہ لڑتے ہیں
ادائیں بھی بلائیں لیتی ہیں جب وہ بگڑتے ہیں

خرام ناز سے پامال کر دو چل کے گلشن میں
بہت سرو و صنوبر اپنی قامت پر اکڑتے ہیں

دیا داغ جسکو جی چاہا طبیعت اپنی مال اپنا
عبث رہ رہ کے ہمسے حضرت ناصح جھگڑتے ہیں

عجب کیا نخل دل پر آفت آئے اپنی آہوں سے
ہوا جب تند چلتی ہے تو پیڑ اکثر اکھڑتے ہیں

چلے ہمکو لگا کر تیغ کہکر کہ اب خدا حافظ
سمند ناز پر کیا تازیانے آج پڑتے ہیں

دل دیوانہ اپنی آپ رجب بل کی لیتا ہے
بگڑ کر اور وہ زنجیر گیسو میں جکڑتے ہیں

خزاں نے باغ لوٹا پھول توڑے سست گلچیں نے
پریشاں بوئے گل ہے بلبلوں کے گھر اجڑتے ہیں

لگا کر ٹھوکریں کیوں تربت عاشق مٹاتے ہو
تمہارے گیسوئے پر پیچ دیکھو پاؤں پڑتے ہیں

زمیں پر گر پڑے نکلے جو طفل اشک آنکھوں سے
ہوئی برباد مٹی ایڑیاں آخر رگڑتے ہیں

کسی شمشاد گلزار سخن کا پڑ گیا سایہ
کہ آج اے شوق اپنی نظم موزوں پر اکڑتے ہیں

ایں مسودہ کے دو ... روز میں ڈاک گاڑی پر کلکتے سے روانہ ہوا اور ۲۳ محرم الحرام ۱۳۰۶ کو صبح بخیر پٹنہ پہونچگیا
والحمد للہ علیٰ ذالک

تمت

عطیہ فوقانی بنی نشوتن نیموی

تبصرۃ الانظار

فی ردّ

تنویر الابصار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً **اما بعد** واضح ہو کہ فی الحال مولف نور الابصار کی طرف سے ایک مختصر رسالہ تنویر الابصار نام شایع ہوا ہے جو کشت زعفران سے کم نہین۔ حضرات ناظرین انصافا ذرا ملاحظہ فرماوین **قولہ** مین نے نور الابصار مین لکھا ہے کہ بخاری کی ایک اور روایت مین ہے اربعا و عشرین لیلۃ الخ **اقول** بسم اللہ ہی غلط ہے ہرگز آپنے یون نہین لکھا ہے بلکہ اربع و عشرین لیلۃ لکھا ہے۔ اور مکرر اسی طرح لکھا ہے۔ کاتب کی غلطی بھی نہین ہو سکتی۔ اب دیکھئے کہ اولاً آپنے یہ غلطی کی کہ اس روایت کے بعض الفاظ غلط طور پر نقل کئے۔ ثانیا اب کس دلیری سے آپ لکھتے ہین کہ مین نے اربعا و عشرین لکھا ہے جو بالکل غلط ہے۔ حضرات ناظرین ذرا حضرت کی دیانت کو ملاحظہ فرماوین **قولہ** دیکھو قیام مین چوبیس ۲۴ رات قیام کرنے کی روایت صحیح بخاری مین موجود ہے الخ **اقول** امام بخاری نے تو ۲۴ والی روایت ہرگز نہین لکھی بلکہ اونھون نے اربع عشرۃ لیلۃ روایت کیا ہے۔ البتہ صحیح بخاری کے بعض نسخون مین یہان پر بعض رواۃ سے بطور وہم اربعا و عشرین مروی ہے۔ لہذا آپ پر جو وضع روایت کا الزام لگایا گیا ہے اس امر کے بہت قبل کہ آپ حضرات کی جانب سے اس باب مین کوئی تحریر شایع ہو مین نے بذریعہ اشتہارات مطبوعہ اس کو واپس لیا ہے۔ اور اوسی زمانے مین آپ کی خدمت مین اور آپ کے اعوان و انصار کے پاس مین نے اشتہارات بھیجے ہین۔ جسکا شکریہ آپ کو ادا کرنا تھا مگر آپ اوسکو اسطرح لکھا ہے کہ بالکل بے خبری ہے ہین بہرکیف وضع روایت کا الزام تو بیشک اوٹھ گیا مگر وہ روایت اصل مقصود کے بارے مین ہرگز قابل استدلال نہین کیونکہ وہ روایت غلط ہے **قولہ** مگر مولانا شوق کی محدثیت

اور اون کے کمال کو دیکھو کہ انہون نے کس صفائی سے اس روایت کا انکار کیا ہے الخ اقول اولاً
اکثر نسخ صحیح بخاری مین یہ لفظ مروی نہین ثانیاً ہر شخص سے بمقتضائے انسانیت چوک ممکن ہو مگر انسان
کے لیے کمال جو ہر یہ ہے کہ جب اوسکو اپنی غلطی پر اطلاع ہو جائے تو اوسکا اعتراف کر لے اور نفسانیت کو
دخل نہ دے۔ میرے نزدیک یہ اعلی درجہ کا کمال ہے۔ بہر کیف جب اس بارے مین اشتہارات چھپوا کر مین
شایع کر چکا ہون تو وہ پہلا خیال اور اگلا قول ہرگز قابل گرفت نہین ہو سکتا۔ ثالثاً اگر بالفرض کل
نسخ صحیح بخاری مین بھی اوسی طرح ہوتا اور میری جانب سے اس امر خاص مین کوئی تحریر بھی چھپی نہوتی جب
بھی اسقدر زبان درازی و دریدہ دہنی کا محل نہ تھا۔ کیونکہ اکابر محدثین کو بھی بعض اوقات یہی واقعہ
پیش آیا ہے کہ بعض روایات صحیحین کی نسبت صحیحین مین ہونے سے انکار کیا ہے۔ قولہ بخاری مطبوعہ مصطفائی جلد اول
کے صفحہ ۱۱ مین ہے الخ اقول اسی چھاپے کی صحیح بخاری کے حاشیہ پر بطور نسخہ اربع عشرۃ لیلۃ لکھا ہوا ہے قولہ
اور بخاری مع فتح الباری کے صفحہ ۲۶۱ مین ہے الخ اقول اسی فتح الباری مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر جو صحیح بخاری
چھپی ہوئی ہے اوسمین اربع عشرۃ ہے نہ اربعا وعشرین۔ مصری بخاری مین بھی اسی طرح ہے قسطلانی
وغیرہ کے متن مین بھی اسی طرح ہے یعنی اربع عشرۃ قولہ اور حافظ ابن حجر فتح الباری مطبوعہ انصاری
مین کہتے ہین قولہ فاقام فیہم اربعا وعشرین کذا للمستملی والحموی اقول اگر یہ ارشد المحدثین
ہونیکا دعوی اور دیانت کا یہ حال کہ اسکے بعد والی عبارت کو جو اس روایت کی تغلیط کرتی ہے حضرت نے بالقلم
نظر انداز کر دیا۔ دیکھو حافظ ابن حجر اسکے بعد لکھتے ہین وللباقین اربع عشرۃ وہو الصواب من حیث
الوجہ وکذا رواہ ابو داود عن مسدد شیخ البخاری فیہ۔ کہان ہین جناب ابی شمس الحق صاحب
ذرا وہی انصاف کرین کیا دیانت اسی کا نام ہے۔ لا تقربوا الصلوۃ کہا جائے وانتم سکاری
چھوڑ دیا جائے قولہ اور علامہ عینی الخ اقول علامہ عینی نے بھی اربع عشرۃ کی نسبت وہذہ روایۃ
الاکثرین لکھا ہے قولہ اور علامہ قسطلانی الخ اقول علامہ قسطلانی نے بھی متن مین اربع عشرۃ نقل
کیا ہے جسکی نسبت حافظ ابن حجر کی تصویب نقل کی ہے۔ ان تمام اقوال و احوال سے بخوبی ثابت ہے کہ بخاری کی
اس روایت مین صحیح اربع عشرۃ ہے اور جنہون نے اسکو اربعا وعشرین نقل کیا ہے اوسکو یقیناً وہم ہو گیا

قولہ اگر کسی نے عربی میل کی ہندی کوس لکھی ہے الخ **اقول** حضرت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ میل لفظ عربی کا ترجمہ
کوس لکھنا محض غلطی اور حماقت ہے مگر اتنی خبر نہیں کہ خود حضرت کے محسن و مربی جناب مولوی **شمس الحق** صاحب اپنے
رسالہ التحقیقات العلی میں ہرم النبیت کی نسبت جو النیل الاوطار شوکانی لکھتے ہیں وھی قریۃ علی میل
من المدینۃ اور آگے چلکے لکھتے ہیں ہرم النبیت ہیں جو ایک گاؤں ہے مدینہ سے ایک کوس کے فاصلے پر الخ
لکھے میل کا ترجمہ کوس موجود ہے۔ اب یا تو یہ ثابت کیجئے کہ ہرم النبیت مدینہ سے ہندوستانی ایک کوس کے فاصلے
پر ہے اور شوکانی وغیرہ نے جو ایک میل لکھا ہے غلطی کی ہے۔ یا اپنے محسن و مربی کی غلطی کا اقرار کیجئے اور انکی نسبت بھی یہی
احمق والی مثال وہی ہے جو میری حق میں لکھا ہے۔ یا اپنی نافہمی و غلطی کا اقرار کرکے اسکو تسلیم کیجئے کہ میل کا ترجمہ
کوس لکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں **قولہ** پھر اس نے لکھا ہے کہ یہ موضع قبا یہاں کوس سے تین کوس کے فاصلے پر کیونکر ہو جاویگا
اقول کسی نے لکھا ہے کہ قبا یہاں کوس سے تین کوس کے فاصلے پر ہے آخر اعتراض کسکا نام ہے۔ لوگو کو دھوکا دینے کی غرض سے اپنی
طرف سے لگاکر مہمل اعتراض کرنا اہل علم کا کام نہیں **قولہ** بعض کتابوں میں درہم کی ہندی روپیہ لکھا ہے الخ **اقول** اولاً
ان کتابوں کا صحیح نام لکھے کہ دیکھا جاوے کہ ترجمہ لکھا ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض کسی نے درہم کا ترجمہ روپیہ لکھا ہے تو غلطی کی ہے بلکہ مترجم
نے عامہ اہل لغت اسکا ترجمہ فارسی میں درم اور ہندی میں درم لکھتے ہیں ثالثاً اگر بالفرض درہم کا ترجمہ روپیہ تسلیم بھی ہو
تو بھی مثال میں کوس کا قول صحیح نہیں ہو سکتا **قولہ** بالکل بیہودہ ہوگئی ہیں جو اس کا نہیں ہے **اقول** یہ
کلمات کیسے ہیں جو کلمات زبان قلم سے نکل چکے اور نکل رہے ہیں جس پر بھی تہذیب کا دعویٰ ہے۔ شاید حضرت کے نزدیک بازاری بولی
بولنی خلاف تہذیب ہے یا در ہے کہ آپ اعتراض زبانی کا جواب بھی نہیں **قولہ** ہم نے نور الابصار میں تہذیب کی رعایت کی
لکھا ہے **اقول** آپکے نزدیک تو تہذیب کسی اور چیز کا نام ہو ورنہ نور الابصار کو تہذیب سے کیا علاقہ **قولہ** ہم نے
اس مقام میں جو بیان علم کی نسبت ہو نحوی مذاق لکھا ہے ہندوستان میں جو کہ ہر جگہ اردو کی رسم ہے نور الابصار میں
ان ہی مذاق کو تسلیم کیا تھا الخ **اقول** کون خلاف تہذیب بات نہیں بلکہ لطف آمیز مذاق ہے جو آپکی سمجھ میں
نہیں آئی ہے۔ طرفہ یہ کہ رسالے کی نسبت لکھا گیا ہے اور یہ کہنا کہ نور الابصار کسی دوسری کتاب کا ترجمہ ہے
نام ہے تو وجہ اسکی یہ ہے کہ ہندوستان کی قید لگی ہوئی ہے اور اگر ہندوستانی کتاب کا نام ہو تو وہ بھی آپکی نظر سے گزرے

کتبہ النیموی کان اللہ لہ